Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشاعۃ السنہ

نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱ جلد ۷

بابت ماہ ذیقعدہ ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ و محرم ۱۳۰۳ھ مطابق اکتوبر نومبر ۱۸۸۵ء

قیمت سالانہ دفتر پوسٹ بیرنی نوبون وغیرہ پیشگی ساڑھے سات گورنمنٹ اور عام اضلاع سے ۶ھ

خط و کتابت وارسال نیم کے پورے نام و خطاب سے جو کسی اشاعت کرین دعا خیر

مجرمی آر ڈیا ہنڈوی اور کوئی ہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہ ہوگا۔ ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ لاہور سابق مدرس

فہرست مضامین

نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱

(۱) عذر (لایق ملاحظہ ناظرین و معاونین)

(۲) ناوبندگی کا آخری علاج۔

(۳) مصارف تصانیف نواب صاحب بہاولپور (اسمین ایک نوٹ لایق توجہ گورنمنٹ ہے)

(۴) ہمارے مشرب اہلحدیث پر تجویز اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۶ (لایق توجہ گورنمنٹ)

(۵) تتمہ ریویو براہین احمدیہ

اطلاع

یہ نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱ بھی مثل سابق بھول مقدار سے زیادہ چھپوائے گئے ہیں کہ پہلے سے کم اسی نظر سے اسکی قیمت پہلے سے کسی قدر زیادہ ہے۔ تینوں نمبر کی قیمت عام خریداروں سے اٹھ آنہ اور خاص اہل بہت سے عصر اور واسطے کے خریدار کو سوا قیمت معاف۔

مقامات خریدو ہی ہیں نمبر ۱ میں بتا ئو گئے

قہوہ اشرفی تو دیا ہے پیالہ نہ دیا۔

اشتہار

مدرسہ دیوبند ضلع سہارنپور کے ایک اہلحدیث مدرس کی جو صرف نحو صفول، معانی، حدیث و تفسیر پڑھانیکی قدرت اور تحریر میں مہارت رکھتا ہو ضرورت ہے۔ تنخواہ عمدہ خوراک علاوہ ہران۔

سفر خرچ بذمہ مدرسہ پہر باب میں خط و کتابت بنام مولوی محمد بن عبد اللہ صاحب مذکور ہونا چاہئے۔

(۲) ایک سنی فہم کے مدرس کی مدرسہ علی العلوم میرٹھ میں ضرورت ہے تنخواہ ۱۵ خط و کتابت بنام حافظ عبد الرحمن مہتمم صاحب نشان مذکور ہو۔

(۳) ایک ایسے شخص کی جو ہر ایک کا سیلس و دیمی توجہ کر سکے اور حساب خط و کتابت بسی میں خرچ باہر ہو ہتمام علیم کرنے کیلئے ہمکو بھی ضرورت ہے تنخواہ بقدر لیاقت معاملہ ۱۵ سے ۲۰ تک ہوگی خط و کتابت بنام حافظ عبد اللہ صاحب نشان مذکور ہو۔

(۴) ہمارے مصنوع الدواء جلاب نور الکحل بھرف پڑھنے والے ہیں ایک شخص کی ضرورت ہے جو ہمارے مطبع کا کام سنبھالے اور

عذر

والعذر عند کرام الناس مقبول

ایکی خبر بھی آرہی کہ تین دفعہ مرزمین بنگلہ کو مولفہ ہمین ہو جو ذیل عذر ہو۔

(۱) وہ دیہلوی کہ اسپر بعض اکابر کی تیاریں صرف رہا۔

(۲) اس دفعہ ایک مضمون بھی زیادہ غور طلب تھا۔

(۳) ظہور کہ کیل اہل ایمان کی تعلیمی دو سو شمارہ میں اور مدرسہ میں آئیں۔

(۴) کاتب و پرنٹر سے بہت دیر ہوئی۔

معہذا ایسے قصور پر ذرا لیتا ہوں اور لیکھ فرض سمجھ کر ادا کرتا ہوں کہ ساتھ ہی ساتھ اسکو یہ گوارش بھی نا مناسب نہیں سمجھتا کہ مذہبی سالار (اخبار) ہمین تحقیق و تدقیق اور عقل و نقل کی تلقین نظر ہو ایک خاص طرف پر نہ کھا نا چاہیے قوت بشریہ کے خارج ہو لیسر ہمین کیا ہو سکتا ہے کوئی مولف محقق و مدقق جو حالت اللیل کی طرح لیل و نہار کر کھا جاتا ہو قادر نہو۔ کیونکہ آخر خیال و فکر تحقیق اختیاری امر نہین ہو اور ایسی حیثیت بھی شاید کسی کو نہین ہوتی کہ ہر وقت ہر ایک کتاب پر فن کی نگاہ زیر مدت رہے نظر بران آیندہ بھی اگر وقتاً فوقتاً قصور ہو تو ہم سزوار ہو نہ بیشتی منوہو ع

والعفو عند کرام الخلق محبوب

ناوہندگی کا اخیر علاج

آخر العلاج الکی

حوالی ۱۸۸۵ء سے ہندوستان خریدار نکلو بگلا رہے ہین پر ہم ہون کہ کسی کسی حضرت کو اپنا پرچہ خط دار واپس کو گو ہم بیگ پیکٹ پر جلی حرفون سے لکھ دیتے ہین کہ خریدار ہو چکا ہے پھر بھی بعض حضرات بلا ارسال زر خریداری کے پرچہ جاری کر دیتے ہین اور بعد کو ہم سے شکایت کرتے ہین کہ ہم نے پرچہ نہین بھیجا ہم کیا کرین ہم نے تو بھیجا ہی تھا اور ہم کو ہمیشہ ایسے خریدار ناپسند ہین جو بلا ارسال زر پرچہ جاری کر دیتے ہین

مصر
اور
تصانیف نواب صاحب بھوپال

بعض متعصب یا واقف و غیر محقق) اخبار وطن ہمنے یہ مضمون دیکھا کہ نواب صاحب بھوپال امام ابوحنیفہ کی تردید مین کتابین تصنیف کرکے مصر و قسطنطنیہ کے مطابع مین چھپواتے ہین" تو ہمارے نصبی غرض (احقاق حق و ابطال الباطل) نے ہمکو اس امر کی تحقیق و تفحص پر آمادہ کیا۔ بعد تحقیق و تفحص متعدد وسائل (خاص و عام) سے ہمکو یہ ثابت و محقق ہوا کہ جسقدر کتب نواب صاحب کی فرمایش سے یا صرف آپ کے لحاظ سے مطبع قسطنطنیہ مین طبع ہوئی یا زیر طبع ہین ان مین سے کم سے کم ایک کتاب بھی ایسی نہین ہے جو امام والا مقام کے رد مین تالیف ہوئی ہو۔

اس مقام پر ان کتب (مطبوعہ مصر یا قسطنطنیہ) کی فہرست درج کرکے ناظرین و معاصرین انصاف سے انصاف کے طالب ہین اور اس امر کے مستفسر کہ ان کتب مین سے یا خارج ازان ایسی کونسی کتاب ہے جو امام ابوحنیفہ کے رد مین تالیف ہوئی ہے ہمارے منصف معاصرین ان قسم کی کوئی کتاب ان کتب مین یا خارج ازان بتادین تو بذریعہ اپنے اخبارات اُن متعصب یا واقف اخبار کو

نوٹ قابل توجہ گورنمنٹ قسطنطنیہ مین کوئی کتاب نواب صاحب کی فرمایش پر طبع نہین ہوئی۔ ہم خود جواب نے خود ملاحظہ نواب صاحب اپنی تجارتی عادت کے کتب نمبر ۹۰ اور ۱۱ چاپہ لیرن مین طبع ہونے کی فرمایش کی تھی۔ ذکر مطبع ہوئی ہین بکہ صاحب مطبع نے تقاضا کرنے پر کاغذ مہیا کیا ہے۔ پرنٹ مہینہ ہوتا ہے تصحیح بھی ہوتی ہے کام مین جلدی عمل مین آتی ہے۔ دیکھن ہمکو ایک خاص سلسلہ معلوم ہوا ہمکو معلوم ۱۳۱۲ ہجری مطابق نومبر ۱۸۹۴ء نواب صاحب بھوپال نے موجودہ انقلابات و دگرگون حالات اور پولیٹکل خیالات کی نظر سے مصر کے طبع کے سلسلہ و معاملہ بالکل قطع کر دیا ہے بلکہ خط و کتابت تک ترک کر دیا ہے ہم نواب صاحب کی اس رائے و تدبیر کو استیاء و مداقت ارادتی پر مبنی سمجھتے ہین اور انکی ایسی تیاریون اور دور اندیشی پر یکسان گورنمنٹ کو توجہ دلاتے ہین یہان تک ہمارا اپنا کام ہے باقی نشان مصر مین لکھا ہے اتنا ثابت ہی نواب صاحب بھوپال نے مصر سے خط و کتابت بلکہ طبع کرانا بھوپال سے بند کر دی تھی اور پہلے ہی ۱۳۱۲ ہجری جلد ۴ شاہ الاستہزا مین یہ بات بتا دی گئی ہے اب علاوہ مصر مین بند ہو جانے کے حکم ہو گئی ہے اور اردو نہ رہنے روک کی پالیسی تمام ہی تو نواب صاحب مصر سے متعلق (تجارتی معاملات مین کیون نہ ہو) مناسب معلوم ہوئی ہے۔ یہ انکی عاقبت اندیشی و غیر خواہی گورنمنٹ کو دلانا ہمارا

سمجھائین کہ وہ اپنے منصب ریفارمری کو بڑھائین اور اس قسم کی دہشت انگیز خبرون مفاسد انگیز مضامین سے اپنے اخبارون کو بچاوین - اور اگر ایسی کوئی کتاب ان مین یا خارج ازان پاوین تو بیکھوف اگاہ کرین اسپر ہم نواب صاحب بہوپال کی خدمت مین کہینگے اصحاہ اللہ اس کے اور تابعین امام والاسقام کی دل شکنی و آزردگی کے مکافات عمل مین لاوینگے - وہ فہرست یہہ ہے

فتح الباری شرح صحیح بخاری - تفسیر فتح البیان مع تفسیر ابن کثیر - نزل الابرار و مجلہ احمدیہ و اذکار تیل الاوطار شرح منتقی الاخبار علامہ اسماء الرجال - رسالہ وصایا ابن عربی - رسالہ بشارت بر اعمال صالحہ نقطہ العجلان و ثابتیع - بلغہ در علم لغت - نسوۃ السکران در علم ادب - علم الخفاق در علم شعاق کتاب احکام مستورات - الروضہ الندیہ شرح الدرر البہیہ -

بقیہ عبارت صفحہ ۵۷ کتاب (فوچراف مسٹر بنٹ

مویدتجویز اشاعۃ السنتہ نمبر ۱۱ جلد ۶

ہرگاہ ان قومون مین سے کسی قوم کی حمایت مین آگئے تو خلافت شاید ہندوستان مین ہماری حالت کو ناقابل برداشت کردیگی - اور مسلمانون کی شدت عداوت و مخالفت کے پیمانہ کو ہمارے لئے بھردیگی جسکا پیشگی مزاہم ابھی سے ان سازشون مین چھپہ رہی ہین جو قسطنطنیہ مین اسلام کو مجموعی طور پر برانگیختہ کرنے کے لئے ہورہی ہین - لیکن خیر اب مین اس طرز استدلال سے کنارہ کرتا ہون کیونکہ بہرکیف یہ خیالات خود غرضی پر مبنی ہین اور نامناسب ہین - اصل بات یہ ہے کہ انگلستان کو لازم ہے کہ جو امانت اور خدمت اُس نے قبول کی ہے یعنی یہ کہ ایشیا کی عمومون کو ترقی اور سوت دیگی نہ یہ کہ انکو برباد کریگی اُس امانت کو نگاہ رکھے اور خدمت کو بجالاوے - اسلام کا برباد کردینا اُسکو اختیار مین نہین ہے - اور نہ وہ اسلام سے اپنا تعلق جدا کرسکتی - لہذا برائے خدا انگلستان اسلام کی دشمنی کرے اور لیرڈ سالسبری اور اُنکے مین اُسکو اچھا سمجھتا ہون صرف یہی طریق عمل لائق اور مناسب ہے اور صرف یہی دانشمندی کی بات ہے بلکہ مین ہمارا کہتا ہون کہ ایک پوری صدی تک جہاد کرنیکی بہ نسبت یہی طریقہ زیادہ عقلمندی کا ہے اور زیادہ تر شایان انگلستان ہے

بقیہ ریویو براہین احمدیہ

مذہبی نکتہ چینی کے جواب کا بقیہ

(جسمین فریق دوم یعنی لدھیانہ کے مکفرین کا جواب ہے)

اور جب انہی الفاظ سے (یعنی الفاظ آیت نمبر ۵ سے جو صفحہ ۱۷۲ نمبر ۶ رسالہ منقول ہوئے) خدائے تعالےٰ نے انکو مخاطب و ملہم کیا تو ان الفاظ مین (نہ قرآن کی آیت مین) وہ اپنا اور پہلے ولیون کا بیان حال مراد خداوندی سمجھتے ہین چنانچہ صفحہ ۵۰۴ مین کتاب کے ان الفاظ کا ترجمہ ان الفاظ سے فرماتے ہین "ہمین اپنی ذات کی قسم ہے ہمنے تجھسے پہلے بھی اُمت محمدیہ مین کے کامل اولیا بھیجے ہین"

اور آیت **نمبر ۶** (جملہ آیات منقولہ صفحہ ۱۷۲) کے قرآن مین تو وہ یہی معنی سمجھتے ہین کہ اسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مخاطب ہین۔ اور اسمین وحی سے آپ کی وحی رسالت مراد ہے اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالےٰ نے انکو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ اپنے آپکو مخاطب و مراد خداوندی سمجھتے ہین اور **وحی** سے **الہام عام** جو غیر نبی کو بھی ہوتا ہے اور اسپر اطلاق لفظ وحی متعدد آیات سندرجہ حاشیہ وغیرہ مین پایا جاتا ہے

واوحینا الی ام موسیٰ (القصص ع)
واذ اوحیت الی الحواریین (مائدہ ع)

اور آیت **نمبر ۷** کا مخاطب تو وہ آنحضرت کو سمجھتے ہین اور اس **فتح** سے جو اُس آیت مین مذکور ہے فتح مکہ مراد خداوندی نتائج ہین اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالےٰ نے انکو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ فتح سے براہین و دلائل ہے فتح مراد خداوندی قرار دیتے ہین

(اسکی تشریح و تفصیل مولف کی کلام سے رسالہ نمبر ۶ و ۷ مین پولیٹیکل نکتہ چینی کے جواب مین بخوبی ہوچکی ہے)۔

اور آیت **نمبر ۸** کا مخاطب قرآن مین تو وہ آنحضرت ہی کو سمجھتے ہین اور **کوثر** سے اس آیت مین حوض کوثر میدان محشر (جسکا آنحضرت کو وعدہ دیا گیا ہے اور یہ وعدہ آنحضرت کے سوا کسی نبی کو بھی نہین دیا گیا پہ جائے ولی) مراد خداوندی سمجھتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالے نے انکو مخاطب فرمایا تو ان مین (نہ آیت قرآن مین) وہ آپنے آپ کو مخاطب سمجھکر کوثر سے وہ **معارف کثیرہ** (جو خدا نے انکو عطا فرمائے ہین) **مراد** خداوندی قرار دیتے چنانچہ بصفحہ ۱۰ کتاب ان الفاظ مبہمہ کا ترجمہ وہ ان الفاظ سے کرتے ہین "ہمنے تجھے معارف کثیرہ عطا فرمائے ہین سو اسکے شکر مین نماز پڑھ اور قربانی دے"

اور آیت **نمبر ۹** مین قرآن مین تو وہ لفظ یا عیسیٰ سے حضرت مسیح علیہ السلام سے خطاب مراد خداوندی سمجھتے ہین اور رفع سے انکا جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھایا جانا (جیسا کہ عام مسلمانون کا خیال ہے) اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالے نے

انکو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ لفظ **عیسیٰ** سے اپنے آپ کو (اس مناسبت روحانی کی نظر سے جو ان مین اور حضرت مسیح مین پائی جاتی ہے اور وہ بصفحہ ۱۹۰ رسالہ نمبر ۶ مین بیان ہوچکی ہے) **مراد** خداوندی سمجھتے ہین اور رفع سے رجوع و برابین سے رفعت۔ اس کی تشریح بھی مولف کے الفاظ سے نمبر ۶ مین بخوبی ہوچکی ہے۔

اور آیت **نمبر ۱۰** مندرجہ قرآن کی نسبت تو وہ یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ اس مین **نازل** و **منزل** جن سے قرآن مجید ہی **مراد** ہے جو آنحضرت پر اترا ہے اور جب انہی الفاظ سے خدا نے تعالے نے انکو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ نازل

و منزل بحق سے وہ معارف و حقایق اسلام مراد رکھتے ہین جو خدا سے تعالے کی طرف سے انکے دل پر منکشف ہوئے ہین۔

انہی معارف و حقایق کا نزول وہ اُس عربی فقرہ مین جسمین **قادیان** کے قریب الہام **نازل ہونے** کا بیان ہے **مراد خداوندی** سمجھتے ہین۔ نہ قرآن مجید کا نزول جسکا آیت انا انزلناہ مین ذکر ہے۔ چنانچہ بصفحہ ۴۹۰ کتاب اِن الفاظ کا

انا انزلناہ قریبا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل

ترجمہ وہ اِن الفاظ سے فرماتے ہین۔ "ہم نے اِن نشانون اور عجائبات کو اور نیز اِس الہام پُر از معارف و حقایق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بضرورت حقہ اُترا ہے"۔

اِسمین کیسکو لفظ **نزول** سے نزول قرآن یا وحی رسالت کا **شبہ** گذرے تو اُسکو یون دفع کرسکتا ہے کہ یہ لفظ (نزول) وحی رسالت یا قرآن سے مخصوص نہین ہے بلکہ یہ لفظ بخشش و عطا کے معنون مین بھی آیا ہے۔ دیکھو خدائے تعالے نے جو ہمکو مواشی جانور کھانے دودھ پینے سواری کرنیکو عطا فرمائے ہین اِن کے عطا کو بھی آیات منقولہ حاشیہ مین اسی لفظ نزول سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ ایک آیت مین

وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج (ضرح) ثمانیہ ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین۔ (الانعام ع ۱۸)

فرمایا ہے۔ خدا نے تمہارے لئے آٹھ جوڑے مواشی اُتارے (یعنی عطا فرمائے) ہین۔ جنکو دوسری آیت مین بکری بھیڑ گائے اونٹ کے جوڑون سے تفسیر کیا ہے۔ پس ایسا ہی عطا الہام معارف صاحب قادیان کو نزول سے تعبیر فرمایا تو اِس سے نزول قرآن و وحی آیات کا شبہ کیونکر پیدا ہوا۔

اور آیت نمبر ۱۱ مین قرآن مین تو وہ آدم سے **باوا آدم** علیہ السلام اور نکر

زوج سے اماحوا اور بہشت سے وہ بہشت جسمین حضرت آدم علیہ السلام رہتے تھے مراد خداوندی سمجھتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدا نے انکو مخاطب کیا تو ان الفاظ مین (نہ قرآن مین) آدم سے وہ اپنے آپکو (اُس مناسبت روحانی کی سبب جو بصفحہ ۴۹۷ کتاب بیان کر چکے ہین اور عنقریب وہ اس نمبر مین منقول ہوگی) مراد خداوندی قرار دیتے ہین اور زوج سے اپنے اتباع اور رفقا اور بہشت سے دین اسلام جو بہشت کا وسیلہ ہے چنانچہ بصفحہ ۴۹۶ کتاب ان الفاظ کو اور ان کے ہم معنی دو فقرے عربی منقولہ حاشیہ اور نقل کر کے انکا ترجمہ ان الفاظ سے فرماتے ہین۔ اے آدم اے مریم اے احمد تو اور جو شخص تیرا اتابع اور رفیق ہے جنت مین یعنی نجات حقیقی کے وسائل مین داخل ہو جاؤ۔

یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ (براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۶)

آیت نمبر ۲ و ۳ کا مولف نے ترجمہ نہین کیا اسلئے ہمنے ان کے الفاظ سے مراد مولف کی کلام سے نہین بتائی لیکن بقیاس ترجمہ و مراد بقیہ الفاظ آیات یہی یقین کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید مین تو وہ لفظ مدثر سے آیت نمبر ۲ مین آنحضرت صلعم کو ایسا ہی لفظ فاصدع سے آیت نمبر ۳ مین آنحضرت صلعم کو مراد و مخاطب جانتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالے نے انکو مخاطب کیا تو ان الفاظ مین (نہ آیات قرآن مین) وہ اپنا کسی وقت کپڑا لپیٹ کر لیٹ جانا اور باظہار حق مامور ہونا مراد خداوندی قرار دیتے ہین۔

ایسا ہی اس فقرہ عربی کا جسمین مولف کی نسبت لفظ اُخترتک* (یعنی تجھے مین نے چن لیا) وارد ہے (اور وہ آیت نمبر ۱۱ کے بعد رسالہ نمبر ۶ مین بصفحہ ۱۷۳ منقول ہے) مولف کی کلام سے مطلب ظاہر نہین ہوتا مگر بہ قرینہ اور کلمات مولف کے جنمین بصاف تصریح ہے کہ مولف کو پیغمبری کا دعوی نہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہان

*۔ اس فقرہ مین لفظ وجاہت ہی شانیہ محل اعتراض ہوگا۔ اسکا جواب صفحہ (۳۱۶) مین آویگا۔ (انشاء اللہ تعالی)

چن لینے سے وحی و رسالت سے چن لینا مراد نہین جو انبیا علیہم السلام سے مخصوص ہے اور متعدد آیات (منقولہ حاشیہ وغیرہ) مین ان کے حق مین استعمال ہوا ہے - بلکہ اس چن لینے سے خاص قرب و ولایت سے چن لینا جو انبیا کے سوا اور اصفیا و اولیا مین بھی پایا جاتا ہے - یا عام ہدایت اسلام و ایمان سے چن لینا (جو گنہگاران اہل ایمان مین بھی موجود ہے) مراد ہے اور ان دونون معنون مین اس لفظ کا استعمال بھی بہت مواضع قران مین پایا گیا ہے - حضرت مریم علیہا السلام کے حق مین خدائے تعالے فرماتا ہے - ہمنے تجھے جہان والون کی عورتون سے چن لیا - حضرت طالوت کے حق مین (جبکہ وہ نبی نہین ہوئے تھے) انکے نبی شموئیل کا یہ قول قران مین منقول ہے خدائے تعالے نے انکو چن لیا ہے - عام بنی اسرائیل کے حق مین خدائے تعالے نے فرمایا ہے ہم نے ان کو علم کے ساتھ جہان والون سے چن لیا - عام مومنون کے حق مین فرمایا ہے پھر ہمنے کتاب کا وارث ان لوگون کو کیا جن کو اپنے بندون مین سے چن لیا پھر ان مین سے کئی اپنی جان پر ظلم کرنے والے (گنہگار) ہین کئی نیک و بد مین میانہ رو کئی خدا کی مرضی سے نیکیون مین تیز رو ہین - یہی بڑا فضل ہے -

یاموسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی (اعراف ع۱۹)
واصطنعتک لنفسی (طٰہٰ ع۲)
وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار (ص ع۵)
یامریم ان اللہ اصطفیک (آل عمران ع۵)
ان اللہ اصطفاہ علیکم (بقر ع۳۳)
ولقد اخترناہم علی علم علی العالمین (دخان ع۲)
ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ ذالک ہو الفضل الکبیر (فاطر ع۴)

ان **تمثیلات** مین اِن یازدہ گانہ آیت قرانیہ کی (جو استدلال فریق دوم کی تائید مین نمبر ۶ مین منقول ہوئی تہین) مولف براہین احمدیہ پر نازل ہونے سے مراد کی ایسی **تفصیل** ہوئی ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ مولف براہین احمدیہ کو مہبط وحی رسالت و مورد نزول و مخاطب قران ہونے کا دعوے نہین **اور** ان **آیات** وغیرہ عربی فقرات کے جنکے الہام و نزول کا مولف براہین کو دعوے ہے **معانی** ایسے بیان ہوئے ہین جن سے ثابت ہے کہ مولف براہین کو اُن کمالات کے حصول کا ادعا نہین جو انبیا سے مخصوص ہین - ایسا ہی اِن سب باقیماندہ آیات قرانیہ کو سمجہنا چاہئے جن کے نزول والہام کا مولف کو دعوئے ہے -

قران مین تو وہ اِن آیات کو اِن ہی مواقع اور معانی سے مخصوص سمجہتے ہین جن سے وہ (قران یا پہلی کتابون مین) مخصوص ہین - اپنی شمولیت یا خصوصیت اور اپنے حال کے مناسب کوئی امر مراد خداوندی قرار دیتے ہین تو انہی الفاظ آیات یا فقرات مین جو خدائے تعالےٰ نے اس زمانے مین اِن کے خطاب و الہام مین فرمائے ہین جس کو بہ نظر و لحاظ انکی مخاطب کے کوئی قرآن نہین کہہ سکتا اور نہ انکی معانی و مراد کو جنکی مولف نے تشریح کی ہے کوئی خاصہ انبیا سمجہتا ہے -

بالجملہ جو اہل اسلام مین **قران** کہلاتا ہے* **اِسکے نزول کا مولف کو دعوے نہین ہے** اور نہ اِن کمالات کے حصول کا دعوی

محمد بخش

* جو لوگ اِس نکتے کو نہین سمجہتے وہ مولف کے دعوے نزول آیات قرانیہ پر کبہی تو یہ اعتراض کرتے ہین کہ مولف براہین کو مہبط قران ہونے کا دعوی ہے اور کبہی (جب اِن آیات کے وہ معانی جو براہین احمدیہ مین بیان

ہے جو انبیا سے مخصوص ہین اور نہ معانی آیات قرآنی سے انکو تعرض ہے اور جسکے نزول وحصول کا انکو دعوے ہے اور اسکی تفسیر وتاویل سے انہون نے تعرض کیا ہے وہ بلحاظ مخاطب قران نہین کہلاتا - اور نہ اسکا حصول خاصہ انبیا ہے -

ہوئے اور ہم نے اس کتاب سے سلسلہ وار بذیل آیات مذکورہ نقل کیہین پڑھتے ہی سنتے ہین ہیہ اعتراض کرتے ہین کہ مولف براہین نے قرآن کی اپنی رائے سے تاویل کی ہے جو تحریف کہلاتی ہے جسکو علما اسلام نے ناجائز کہا ہے چنانچہ شرح عقائد وغیرہ کتب مقامد اصول مین لکھا ہے کہ نصوص کتاب وسنت کا ان کے

النصوص من الکتاب والسنۃ تحمل علی ظواہرھا ولا یصرف عنھا الا لقاطع شرح عقاید	ظاہر معانی پر حمل کرنا واجب ہے جب تک کہ کوئی قاطع عقلی ظاہر معانی سے نہ پھیرے

ہمارے اس جواب نے ان دونون اعتراضون کو دفع کیا اور یہ ثابت کردیا ہے کہ جن آیات قرانیہ کے نزول کا مولف کو دعوے ہے اور ان کے معانی خلاف ظاہر معانی قران مولف براہین نے بیان کئے ہین وہ اسوقت بیکہ وہ مولف براہین پر القا یا نازل ہوئے ہین اور اس نظر سے کہ انکا مخاطب وملہم مولف براہین احمدیہ ہے قران نہین کہلاتے ہین - اور جو عام اہل اسلام اور مولف براہین احمدیہ کے نزدیک قران کہلاتا ہے اسکے ہبوط وصور ونزول ہونیکا مولف کو دعوی نہین اور نہ ان کے معانی مراد سے اسنے کسی وجہ سے تعرض کیا ہے اس جواب سے جو مولوی صاحب مترسی کا یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ آیات قرآن نہین تو مثل قران ہونمین جو صورت والفاظ مین قران کی برابری ومقابلہ کرسکتی ہین اس سے قرآن کا دعوے بے مثلی وتحدی باطل ہوتا ہے اس کا جواب ابھی متن مین دیا جاتا ہے -

اسپر مولوی صاحب امرتسری (سرگروہ فریق اوّل) کا یہہ اعتراض (جو صفحہ ۱۷۴ نمبر ۶ جلد ۷ مین گزرا) کہ جو آیات غیر نبی کے الہام مین پائی جاتی ہین وہ قران نہین تو صورت و الفاظ مین مثل قران تو ہین - اس سے قران کا دعوی تحدی و اعجاز ٹوٹتا ہے نہایت تعجب کا مورث اور کمال افسوس کا محل ہے - خدا جانے اس بزرگ کے فہم کو کیا ہو گیا - کہ ایسی باتین اسکی قلم و زبان سے نکلتی ہین - اور زیادہ تر افسوس اُن لوگون پر ہے جو صاحب فہم سلیم و حواس مستقیم کہلاتے ہین - اور کسی قدر پڑھے لکھے بھی ہین پہر وہ اپنے سرگروہ (معترض) کی ایسی باتون کو بے سوچے بن سمجھے بسر و چشم قبول کر لیتے ہین - یہہ سب حضرات استاذ و شاگرد اتنا نہین سمجھتے - کہ ان آیات کو جو غیر نبی کے الہام مین پائی جاتی ہین مثل قران کیونکر کہہ سکتے ہین جبکہ وہ بعینہا قران مین موجود ہین - انکو قران نہ کہنا تو صرف اس نظر سے ہے کہ اسوقت اسکا مخاطب و ملہم غیر نبی ہے - حقیقت مین تو یہہ وہی آیات ہین جو قرآن مین موجود ہین اور اس نظر سے کہ قران مین ان کے مورد نزول و مخاطب آنحضرت ہین وہ قران کہلاتی ہین - اور ایک کلام کو ایک ہی وقت مین مخاطب (یا متکلم) کے لحاظ سے قران اور غیر قران کہنا اہل علم کے نزدیک مستبعد و محل اعتراض نہین ہے - اور کلام* ہمیشہ مخاطب یا متکلم کے اختلاف سے (باوجودیکہ

* ہماری اسبات کی تائید سرگروہ فریق اوّل کی کلام مین بھی پائی جاتی ہے - آپ اپنے رسالہ ابطال الہام کے حاشیہ صفحہ ۵۳ مین بجواب اپنے خصم کے (جو قول منافقین "لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل" کے موافق قران نازل ہونیسے جواز الہام آیات نکالتا ہے) فرماتے ہین "قبل از نزول قران یہہ کلمہ اسکو القا ہوئے قران کا الہام اسکو نہین ہوا کیونکہ یہ قران اسوقت نہین ہوا جب وحی رسول اللہ صلعم پر لیکر آیا تب کلام اللہ تھا" اسمین صاف اقرار ہے کہ پہلے یہ کلام جبکہ منافقین نے کہا تہا قران نہ کہلاتا تھا جب حکایت حال منافقین کے ضمن مین اس کلام کا متکلم خدا ہوا اور قران مین اترا تب قران کہلایا

[illegible] کبھی ایک کلام ہوتا ہے کبھی دوسرا کلام
[illegible] کبھی یہ کلام ہوتا ہے۔ کبھی وہی کلام جبکہ اسکا
[illegible] شیطانی یا فرعونی ہو تو شیطانی یا فرعونی کلام کہلاتا ہے۔ اسکی تمثیل
[illegible] پیش کرتے ہیں۔ قرآن میں ایک یہ کلام ابلیس سے
[illegible] ہے۔ خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین۔ اور ایک یہ
[illegible] فرعون سے انا ربکم الاعلی ان دونوں کو اگر یوں خیال کریں کہ یہ ابلیس و
[illegible] کے ہوئے ہیں (خواہ کسی زبان میں انہوں نے کہے ہوں) تو یہ کلام
شیطانی و فرعونی کہلاتے ہیں۔ اور اگر بعینہ ان دونوں کی نسبت یہ
خیال کریں کہ بہ ضمن حکایت ابلیس و فرعون یہ کلام خدا میں پائے
گئے ہیں تو یہ کلام رحمانی اور جزو قرآن کہلاتے ہیں۔ ایسا ہی

بعد اس تسلیم میں اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ گو وہ کلام جو فرعون یا ابلیس نے کہا
تھا عربی میں نہ تھا۔ عربی میں وہ اسکا ترجمہ قرآن میں ہوا ہے مگر پھر بھی وہ
بلحاظ اس کے کہ اسکا متکلم (خواہ کسی زبان میں ہو) فرعون یا ابلیس ہے۔
کلام فرعون یا کلام ابلیس کہلاتا ہے۔ مگر گروہ اول کا حاشیہ صفحہ ۳۰ رسالہ
ابطال البطلہ میں یہ کہنا کہ کلام فرعون انا ربکم الاعلی عربی میں نہ تھا۔ اسلئے وہ
جزو قرآن نہیں ہو سکتا۔ ہماری تسلیمات کے مخالف نہیں بلکہ فی الجملہ موافق
اور اسکا موید ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اس لفظ انا ربکم الاعلی
کو جب کلام فرعون ٹھہرایا جائے (خواہ وہ کسی زبان میں ہو) قرآن
نہیں کہا جاتا۔ یہ لفظ قرآن میں آیا اور خدا نے حکایت حال فرعون
میں وہ اب قرآن کہلایا گو اس کی وجہ ہم اور بیان کرتے ہیں۔ اور وہ بزرگ اور
[illegible] سے انکار نہیں۔

اختلاف* مخاطب کے سبب اختلاف کلام کو سمجھنا چاہئے - جو کلام خدا ئے تعالےٰ نے آنحضرت کے خطاب مین فرمایا ہے اور وہ ایک کتاب (معروف) مین درج ہوکر مسلمانون مین پڑہا جاتا ہے - وہ قران کہلاتا ہے - وہی کلام اگر کسی غیر نبی کے خطاب مین اور پہلی کتاب (توریت انجیل وغیرہ) مین یا کسی ولی کے الہام مین خدا نے فرمایا ہے تو وہ قران نہین کہلاتا - گو حقیقت مین وہ بعینہ وہی کلام ہے جو قرآن مین پایا جاتا ہے **بالجملہ** یہان بجز ایک کلام دوسرا کلام نہین ہے - جسکو مثل یا نظیر کہا جا سکے -

یہہ بات معترض کے خیال مین بھی آئی ہے اور بنا بر علیہ اسنے اعتراض مقابلہ بالمثل سے آنکھ بند کرکے خود یہہ خیال کرلیا یا کسیکو اس خیال پر پایا ہے کہ ان الہامات مین اقتباس بقران پایا جاتا ہے - پہر اسپر یہہ **اعتراض** جڑدیا ہے کہ اقتباس بقران کو تو فقہا نے کفر قرار دیا ہے - ان الہامات مین اقتباس بقران کیون کیا گیا - لیکن اس اعتراض کے وقت بھی اتنا نہ سوچا کہ فقہا نے کس اقتباس کنندہ کو کافر کہا ہے - اور یہان اقتباس کنندہ کون ہے -

بزرگ آدمی فقہا کے نزدیک (آپ کے زعم مین نہ نفس الامر مین) اقتباس کرنے سے کافر ہوتے ہین تو انسان یا مسلمان جو انسان ہوکر کلام خدا سے اقتباس کرتے ہین اور ان **الہامات** مین (اگر اقتباس بہ قران ہے تو) اقتباس بہ قران کرنے **والا خود خدا** ہے - جو کبہی کسی فعل سے اور کسی فقیہ کے فتوے سے **کافر** نہین ہوسکتا - اور اگر خدا کی نسبت بہی اس اقتباس کے سبب آپ فتویٰ

* اسکی مثالین ہزارون کلام ہین جو قران اور پہلی کتابون مین مشترک ہین - پہلی کتابون مین وہ اور انبیا کے خطاب مین فرمائی گئے ہین - قران مین آنحضرت کے خطاب مین نازل ہوئے -

ہمارے مین قرینہ دین کہ اس قسم مین آپ کا پیرو اور مقتدا کون ہے اور کس کتاب سے یہ تصریح ہوئی ہے کہ اگر خدائے تعالےٰ اپنی کسی کلام مین کسی دوسری کلام سے اقتباس کرے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اسکا جواب آپ دین خود ہمارے دین ان مہمات مین آپ کی تجویز اقتباس اور اسپر تقدس کی تفریع سے تو ثابت ہوا کہ آپ اس کلام کو بعینہ قرآن سمجھتے ہین تب ہی اسپر اقتباس کا اعتراض کرتے ہین - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک بھی وہ آیات مثل قرآن نہین عین قرآن ہین اور وہ اعتراض آپ کا بے سوچے سمجھے قلم سے نکل گیا ہے - اس مقام مین پھر معترض کے فہم پر افسوس کرتا ہون اور زیادہ تر ان لوگون پر جو صاحب فہم و حواس کہلا کر معترض کے ایسے اعتراضونکو تسلیم کر لیتے ہین -

اور اگر بر سبیل تنزل اور بطور فرض ان آیات ملہمہ کا مثل قرآن ہونا ہی مان لین تو بھی قرآن کا بے مثل ہونا باطل نہین ہوتا اور نہ اسکا دعوئی اعجاز و تحدی ٹوٹتا ہے - یہان اگر بقول معترض) قرآن کی مثل پائی گئی ہے تو وہ خود خدائے تعالےٰ کی طرف سے ہے نہ کسی مخلوق (جن و انس) کی طرف سے - اور جس مثل قرآن کی خدائے تعالےٰ نے نفی کی ہے اور بنا علیہ قرآن معجز و بے مثل کہلاتا ہے اور منکرین سے تحدی (طلب معارضہ و مقابلہ بالمثل) کرتا ہے اس سے مخلوق کی بنائی ہوئی مثل مراد ہے : وہ مثل جسکو خود خدا نازل کرے خدائے تعالےٰ نے جہان مثل کا مطالبہ کیا ہے وہان منکرین قرآن (جن و انس) کو مخاطب کیا ہے چنانچہ مشرکین مکہ کو فرمایا ہے کہ تم کو قرآن کی منجانب اللہ نازل ہونے مین شک ہو تو

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ (بقرہ ع)

تم کوئی سورت مثل قرآن بنا لاؤ -

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

قل لئن اجتمعت الانس والجن علے ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (بنی اسرائیل ع۱۰)	دوسری آیت مین یون فرمایا ہے کہ اگر آدمی اور جن ملکر اس بات پر اتفاق کرین کہ اس قران کی مثل بنا لائین تو نہ لاسکین گے اگرچہ ایکدوسرے کا مددگار ہو جائے -

ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قران کی مثل مخلوق سے نہین بنائی جاتی نہ یہہ کہ خدا سے تعالے بھی اسکی مثل بنانے پر قادر نہین - بنا رعلیہ اگر آیات ملہمہ کو (جو خدا کی طرف سے مؤلف براہین احمدیہ پر نازل ہوئی مانی جاتی ہین) مثل قران بھی مان لیا جائے تو اس سے قران کا وہ دعوی کہ اس کی مثل بنانے پر جن وانس قادر نہین ہین اور وہ جن وانس کی بنائی ہوئی مثل نہین رکہتا کہان باطل ہوتا ہے - اس مقام مین مجھے پھر معترض کے نہج پر **افسوس** کرنے کا موقع ملا ہے اور **زیادہ** اُن لوگون پر افسوس کرینگا جو اہل علم کہلاکر معترض کی ایسی باتون مین اسکی تقلید کرتے ہین اور بے سوچے سمجھے ان باتون پر ایمان لاتے ہین اور اتنا نہین سوچتے کہ بر شق فرض نزول آیات قرآن غیر نہی پر ان آیات کا نزول خدا کی طرف سے ہے - پھر اگر وہ مثل قران ہون بھی تو اس سے قرآن کا کیا نقصان ہے اور ایسی مثل قران کے نفی و محال ہونے پر عقلی یا نقلی کونسی دلیل قائم ہے -

استدلال فریق دوم کا ایک جواب تمام ہوا کہ مولف کو ہرگز یہ دعوی نہین کہ آیات قرآن کا مورد نزول و مخاطب مین ہون اور نہ یہہ دعوے ہے کہ جو کمالات انبیا مین پائے جاتے ہین وہ مجھ مین متحقق ہین اور جن الہامات و کلمات مولف سے فریق دوم نے یہہ دعاوی نکالے ہین ان سے یہہ دعاوی ہرگز نہین

ہے۔ یہ بھی نسبت فریق دوم کے یہ گمان بد و ظن فاسد کہ ان کو در پردہ پیغمبری کا دعوی ہے بیان واقعہ نہیں تو کیا ہے؟

دوسرا جواب جسنے بعد تنزل و فرض محال یہہ بھی مان لیا کہ جن باتون کی مسنے جواب اول مین نفی کی ہے وہ مولف کی کلام سے ضرور نکلتی ہین اور جو کچھہ مسنے انکے کلام کی تصحیح و تشریح مین کہا ہے وہ سب غلط ہے پھر بھی جو کچھہ اُن کے ذمے لگایا جاتا ہے ان کے کلام کا مفہوم و لازم ہوگا اسکو صریح منطوق کلام مولف تو کوئی نہ کہہ سکیگا کیونکہ مولف نے صریح کہین نہین کہا کہ قران مجھہ پر نازل ہوا ہے اور نہ کہین صریح پیغمبری کا دعوی کیا ہے اور نہ یہہ صریح کہا ہے کہ جو کمالات انبیا مین پائے جاتے ہین وہ مجھہ مین پائے جاتے ہین یہ باتین فریق دوم کو انکی کلام سے مفہوم ہوئی ہین اور بزعم فریق دوم مولف کے دعاوی سے لازم آئی ہین۔ اور ظاہر ہے کہ **لازم مذہب عین مذہب نہین** ہوتا اور نہ **مفہوم کلام بمقابلہ منطوق لایق اعتبار** سمجھا جاتا ہے۔ یہہ باتین کتب اسلام مین بطور اصول تسلیم کی گئی ہین۔ چنانچہ **حضرت شاہ ولی اللہ** نے **حجۃ اللہ البالغہ** مین اور **امام شعرانی** نے **یواقیت والجواہر** مین

لازم المذهب ليس بمذهب	فرمایا ہے کہ لازم مذہب عین مذہب نہین
(حجة الله البالغ) قال الكمال	ہوتا۔ اور عامہ کتب اصول مین مرقوم ہے
والصحيح ان لازم المذهب	کہ مفہوم بمقابلہ منطوق حجت نہین ہوتا۔
ليس بمذهب (يواقيت والجواهر)	پس جس حالت مین مولف کی صریح

کلام مین یہہ باتین کہ وہ دعوے نبی مین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہین۔ جو یہ وصف ثابت ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا نتیجہ ہے اور صلی مکالمات و برکات آنحضرت مین ہین، مولف مین صرف الفاظ نقل

(سایہ) ہے" پائی جاتی ہین تو اس منطوق کلام مولف کے مقابلے مین اُس مفہوم کلام مولف کا (جو صرف فریق دوم کے خیال مین آیا ہے) کیا اعتبار ہے - اور انکے قول کا لازم (بزعم فریق دوم) عین انکا قول و مذہب کیونکر ہوسکتا ہے؟

فریق دوم اور جو ان کا ہم خیال فریق اول ہے ہو ہم کو اس بات کا جواب دین اور ان اصول اہل اسلام کو جو ہمارے جواب کا مدار ہین غور سے سوچین -

اب ہمکو یہ دکھانا باقی رہا کہ مولف کی صریح کلام مین وہ باتین کہان پائی جاتی ہین جو ہمنے اس مفہوم کے مخالف ان سے نقل کی ہین - اسکے ثبوت مین ہم اصل کلام مولف انکی کتاب سے نقل کرتے ہین - آپ بصفحہ ۲۴۲ کتاب براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ مین چند الہامات جن مین آپ کو بشارتین دی گئی ہین اور آپ کی بہت تعریف پائی جاتی ہے، نقل کرکے فرماتے ہین "اس جگہ یہ بہم وسوسہ دل مین نہین لانا چاہئے کہ کیونکر ایک ادنیٰ اُمتی (اپنے آپ کو کہتے ہین) ان رسول مقبول کے اسما یا صفات یا محامد مین شریک ہو سکے بلاشبہ یہ صحیح بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت کے کمالات قدسیہ

ہوسکے تو وہ فریق اول سے تو سنہین کہ وہ مفہوم و لازم قول مولف کو قول مولف قرار دین و بنا رعلیہ انکی تکفیر کرتے ہون کیونکہ وہ اس اصل کو "لازم مذہب ہین مذہب نہین ہوتا" مانتے ہین ایکدن ازراہ کرم ہمکو سے مخاطب ہوکر فرماتے تھے کہ "یہ قاعدہ ہمنے تمسے اخذ کیا ہے" شاید ان کے شاگردون مین سے جو بن پڑھے مجتہد ہین اس مفہوم و لازم قول کو ہمین قول قرار دین امید نہین کہ حضرت اعلےٰ بھی اپنی اس تسلیم کو بھول بیٹھے ہون - ایسا ہو تو وہ بھی اس بات مین غور کرین اگر کسی وقت ہو سکے -

سے قریب مساوی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ممکن ہے کہ وہ بھی اس جگہ برابری کے دم
مارنے کی جگہ نہیں ہے خدا کرے ناظرین خود سے پڑھ لیں) پہنچ جائے کہ کسی اور کو آنحضرت
کے ساتھ سے کچھ نسبت ہو مگر سے طالب حق ارشاد لَنَا اللہ تم متوجہ ہو کر ان بیانات کو
سنو کہ خداوند کریم نے اس خاص سے آج ہمیشہ اس رسول مقبول کی برکتیں ظاہر ہوں
اور ہمیشہ سے خدا اس کی قبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب
کرتی رہیں اس طرح پر اپنے کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ **بعض**
افراد امت محمدیہ کہ جو کمال عاجزی اور تذلل سے **آنحضرت** صلے اللہ علیہ
وسلم کی **متابعت** اختیار کرتے ہیں (یہ الفاظ بھی غور و انصاف ناظرین کے طالب ہیں)
اور خاکساری کے آستانے پر پڑکر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہوتے ہیں۔
خدا انکو فانی اور ایک مصفا شیشے کی طرح پاکر اپنے رسول مقبول کی برکتیں انکے
وجود بے نمود کے ذریعے سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ انکی تعریف کیجاتی
ہے یا کچھ آثار اور برکات اور آیات اُن سے ظہور پذیر ہوتی ہیں حقیقت میں مرجع تمام
ان تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل ان تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل ان تمام
برکات کا رسول کریم ہی ہوتا ہے **اور حقیقی اور کامل طور پر وہ تعریفیں**
اُسی کے لائق ہوتی ہیں (یہاں بھی نظر انصاف ہو) اور وہی انکا مصداق اتم ہوتا
ہے مگر چونکہ متبع سنن آن سرور کائنات کا اپنے غائیت اتباع کی جہت سے **اُس**
شخص نورانی کے لئے کہ جو وجود باجود نبوی ہے **مثل ظل** کی ٹھہرجاتا ہے
(یہاں بھی غور ہو) اسلئے جو کچھ اُس شخص مقدس میں انوار آلہیہ پیدا اور ہویدا
ہیں اسکے اس ظل میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں اور سایہ میں اس تمام وضع
اور انداز کا ظاہر ہونا کہ جو اسکی اصل میں ہے ایک ایسا امر ہے جو کسی پر پوشیدہ
نہیں۔ ہاں سایہ اپنی ذات میں قائم نہیں اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اسمیں

موجود نہیں بلکہ جو کچھ اُسمیں موجود ہے وہ اِسکے شخص اصلی کی ایک تصویر ہے جو اسمیں نمودار و نمایاں ہے۔ پس لازم ہے کہ آپ یا کوئی دوسرے صاحب اِس بات کو حالت نقصان نہ خیال کریں کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار باطنی انکی اُمت کے کامل متبعین کو پہونچ جاتے ہیں اور سمجھنا چاہیے کہ اِس انعکاس انوار سے کہ جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ اُمت محمدیہ پر ہوتا ہے۔ دو بزرگ امر پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اِس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی درجہ غائیت کمالیت ظاہر ہوتی ہے (یہ بھی لائق غور ہے) کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوسکتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہ ہوسکے۔ دوسرے اِس اُمت کی کمالیت اور دوسری امتوں پر اسکی فضیلت اِس افاضہ دائمی سے ثابت ہوتی ہے (یہ بھی طالب توجہ ناظرین ہے) اور حقیت دین اسلام کا ثبوت ہمیشہ تر و تازہ ہوتا رہتا ہے۔ صرف یہی بات نہیں ہوتی کہ گذشتہ زمانے پر حوالہ دیا جائے اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس سے قرآن شریف کی حقانیت کے انوار آفتاب کی طرح ظاہر ہوجاتے ہیں اور دین اسلام کے مخالفوں پر حجت اسلام پوری ہوتی ہے اور معاندین اسلام کی ذلت اور رسوائی اور روسیاہی کامل طور پر کھل جاتی ہے

نوٹ: یہ الزام گذشتہ کا اقوام غیر میں بھی موجود ہے۔ وہ اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کی کرامات و خرق عادات اسقدر بیان کرتے ہیں کہ وہ ہمارے بزرگوں کے معجزات و کرامات سے کم نہیں اور اگر ہم بقواعد عقل انکو جھوٹا غیر دین تو وہ ہمکو جھوٹا غیر دین ہیں ہم میں انمیں تمیز اور ہمارا غلبہ و صدق ایسے عام فہم دلائل سے نہیں ہوسکتا جسکو کم عقل و کم فہم اور عام لوگ بلا اشتباہ سمجھ سکیں۔ اخر تجربہ و مشاہدہ دم نقد کرا دیتے ہی سے (جسکا مولف کو دعوے ہے) اُنکا منہ بند ہوتا ہے۔ ایڈیٹر

ہیں نور اور سلامتی اور برکتیں اور وہ خود بھی ان چیزوں کو اپنی نوبت پر پاتے ہیں
اور یہ قول رضیہ میں ثابت نہیں ہے فقد برایها الصادق فی الطلب
بعد الله فی طلبه

اس جگہ بعض خادموں کے دلوں میں یہ وہم بھی گذرتا ہے کہ اس مندرجہ
بالا بحث میں کیوں ایک مسلمان کی تعریفیں لکھی ہیں سو سمجھنا چاہئے کہ
ان تعریفوں سے وہ بزرگ فائدے متصور ہیں جنکو حکیم مطلق نے خلق اللہ کی
بھلائی کے لئے مدنظر رکھ کر ان تعریفوں کو بیان فرمایا ہے ایک یہ کہ تا نبی متبوع کی
متابعت کی تاثیریں معلوم ہوں اور تا عامہ خلایق پر واضح ہو کہ حضرت خاتم
الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی کس قدر شان بزرگ ہے (یہ بھی خوب سے خاطر طلب
ہے) اور اس آفتاب صداقت کی کیسے اعلے درجے پر روشنی تاثیریں ہیں جس کا
اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے کسی کو عارف کے درجے تک پہنچاتا ہے
کسی کو آیۃ اللہ اور حجۃ اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے۔ اور محامد الٰہیہ کا
مورد ٹھیراتا ہے۔

دوسرے یہ فائدہ کہ نئے مستفیض کی تعریف کرنے میں بہت سے اندرونی بدحالات
اور مفاسد کی اصلاح متصور ہے کیونکہ جس حالت میں اکثر جاہلوں نے گذشتہ اولیا
اور صالحین پر صدہا اس قسم کی تہمتیں لگا رکھی ہیں کہ گویا انہوں نے آپ یہ فرمائش
کی تھی کہ ہم کو خدا کا شریک ٹھیراؤ اور ہم سے مرادیں مانگو اور ہم کو خدا کی طرح قادر
اور متصرف فی الکائنات سمجھو تو اس صورت میں اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفوں
سے عزت یاب نہ ہو کہ جو تعریفیں انکو اپنے پیرو ں کی نسبت ذہن نشین ہیں
تب تک وعظ اور پند اس مصلح جدید کا بہت ہی کم موثر ہوگا کیونکہ وہ لوگ ضرور
دل میں کہیں گے کہ یہ حقیر آدمی ہمارے پیرو ں کی شان بزرگ کو کب

پہنچ سکتا ہے اور جب خود ہمارے بڑے پیرون نے مرادین دینے کا وعدہ دے رکھا ہے تو یہہ کون ہے اور اسکی کیا حیثیت اور کیا بضاعت اور کیا رتبت اور کیا منزلت تا اُن کو چہوڑ کر اسکی سنین سو یہہ دو فائدے بزرگ ہین جنکی وجہ سے اِس مولے کریم نے کہ جو سب عزتون اور تعریفون کا مالک ہے اپنے ایک عاجز بندے اور مشت خاک کی تعریفین کی ورنہ درحقیقت ناچیز خاک کی کیا تعریف۔ سب تعریفین اور تمام نیکیان اسی ایک کی طرف راجع ہین کہ جو رب العالمین اور حی القیوم ہے اور جب خداوند تعالے عز اسمہ مصلحت مذکورہ بالا کی غرض سے کسی بندے کی جسکے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح منظور ہے کچہہ تعریف کرے تو اِس بندے پر لازم ہے کہ اِس تعریف کو خلق اللہ کی نفع رسانی کی نیت سے اچہی طرح مشتہر* کرے اور اِس بات سے ہرگز نہ ڈرے کہ عوام الناس کیا کہین گے۔ عوام الناس تو جیسا انکا مادہ اور انکی سمجہہ ہے ضرور کچہہ نہ کچہہ بکواس کرینگے کیونکہ بدظنی اور بداندیشی کرنا عوام الناس کی قدیم سے فطرت چلی آتی ہے اب کسی زمانہ مین کب بدل سکتی ہے مگر درحقیقت یہہ تعریفین عوام کے حق مین موجب بہبودی ہین اور گو ابتدأ مین عوام الناس کو وہ تعریفین مکروہ اور کچہہ افترا سے معلوم ہون لیکن انجام کار خداے تعالے انپر حق الامر کھول دیتا ہے اور جب اِس ضعیف بندی کا حق بجانب ہونا اور مؤید من اللہ ہونا عوام پر کھل جاتا ہے تو وہ تمام تعریفین ایسی شخص کی جو میدان جنگ مین کھڑا ہے ایک فتح عظیم کا موجب ہو جاتی ہین۔ اور ایک عجب

* اسمین مخالفین کے اِس اعتراض کا کہ "مولف اپنے الہامات وکرامات ظاہر کیون کرتا ہے" جواب ہی۔ یہہ لوگ اتنا نہین سمجہتے کہ بغرض صدق الہامات اِن الہامات کا اظہار ملہم پر بحکم فاما بنعمۃ ربک فحدث واجب ہی۔ اگر یہہ اظہار عیب ہوتا تو اُس عیب سے بچنے کے اول مستحق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے جنہون نے اپنے فضائل صدہا خود بیان کئے ہین (ایڈیٹر)

نہ بہ کرکے خدا سے گشتہ بندوں کو سوئی توحید اور تقویٰ کی طرف کھینچ لاتے ہیں
39 اور بغیر ضرورت دن بھی دعوت کا موجب نہیں ہیں تو ان مخلوقوں اور ملامتوں کا
برداشت کرنا خود دین کے لئے عین سعادت اور فخر ہے۔ والذین یبلغون
رسالات ربھم ولا یخافون لومۃ لائم۔ اور آپ نے بصفحہ ۴۹۶ حاشیہ در
حاشیہ نمبر ۳ میں الہام یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ معہ و وفقرہ ہم منی
اس الہام کے جو صفحہ ۲۰۶ منقول ہوئے نقل کرکے اسکے اخیر میں یہ فقرہ الہامی
نقل کیا ہے نفخت فیک من روحی روح الصدق پھر اسکے ترجمہ کے بعد فرمایا
ہے۔ اس آیت میں بھی روحانی آدم میں بلا توسط اسباب ظاہریہ نفخ روح ہوتا
ہے اور یہ نفخ روح حقیقی طور پر انبیا علیہم السلام سے خاص ہے اور پھر
بطور تبعیت اور وراثت کے بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کو یہ نعمت
عطا کیجاتی ہے (یہ بھی لائق توجہ ناظرین ہے) اور آپ نے بصفحہ ۴۸۷ حاشیہ در
حاشیہ نمبر ۳ میں یہ الہام کہ میں تجھ سے راضی ہوں اور تجھے بلند کروں گا نقل
کرکے فرمایا ہے اور ان کلمات کا حاصل مطلب تلطفات اور برکات الٰہیہ ہیں جو
حضرت خیر الرسل کی متابعت کی برکت سے ہر ایک کامل مومن کے شامل
حال ہو جاتے ہیں اور حقیقی طور پر بمصداق ان سب عنایات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہیں اور دوسرے سب طفیلی ہیں اور اسبات کو ہر جگہ یاد رکھنا چاہیے
کہ ہر یک روح و نشا جو کسی مومن کے الہامات میں کیجاوے وہ حقیقی طور پر آنحضرت ؐ
کی روح ہوتی ہے اور وہ مومن بقدر اپنی متابعت کے اس روح سے حصہ حاصل
کرتا ہے اور وہ بھی محض خدا سے تعالے کے لطف اور احسان سے نہ کسی اپنی لیاقت
اور خوبی سے اور بصفحہ ۵۲۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ میں یہ الہام کہ میں نے تجھکو
تیرہویں صدی کے تمام عالموں پر فضیلت دی ہے نقل کرکے فرمایا۔ اس جگہ جاننا چاہیے کہ

یہہ **تفضیل طفیلی اور جزوی** ہے - یعنی جو شخص **حضرت** خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل طور پر **متابعت** کرتا ہے اسکا مرتبہ خدا کے نزدیک اسکے تمام تمام ہمعصروں سے برتر و اعلےٰ ہے پس حقیقی اور کلی طور پر تمام فضیلتیں حضرت خاتم الانبیا کو جناب احدیت کی طرف سے ثابت ہین اور دوسرے تمام لوگ اسکی متابعت اور اسکی محبت کی طفیل سے مناسبت و محبت علی قدر مراتب پاتے ہین فسبحان اعظم شان کمالہ اللھم صل علیہ وآلہ اور **بصفحہ ۵۵۸** حاشیہ درحاشیہ نمبر ۴ اس مضمون کے الہامات کہ تو خدا کا دوست ہے خلیل اللہ اسد اللہ ہے محمد پر درود بھیج وغیرہ وغیرہ نقل کرکے فرمایا ہے یعنی اسی نبی کریم کی **متابعت** کا نتیجہ ہے -

یہہ خواشی کتاب مین کچھ کلام ہے - اور **متن کتاب** مین آپ نے ایک خاص تمہید (ہشتم) مین ثابت کیا ہے کہ جو امر خارق عادت اولیاء اللہ سے (جن مین وہ اپنے آپ کو بھی داخل سمجھتے ہین) صادر ہوتا ہے وہ اُسی نبی متبوع کا معجزہ ہوتا ہے جسکی وہ اُمت ہین - پھر اسکو تفصیل و دلایل سے ثابت کیا ہے -

اور اُس **اشتہار** مین جسکی آپ نے بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہند و انگلنڈ مین شائع کرنی چاہی ہے آپ نے یہہ فرمایا ہے اُس کتاب مین دین اسلام کی سچائی کو دو طرح پر ثابت کیا گیا ہے **اوّل** تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان و شوکت و قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلایل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار ہوا ہے - اگر کوئی چاہے تو اپنی تسلی کے لئے عدالت مین رجسٹری بھی کرالے **دوم** اُن آسمانی نشانون سے کہ جو حقیقے دین کی کامل و سچائی ثابت ہونے کے لئے ازبس ضروری ہین - **اس امر دوم** مین مؤلف نے اس غرض سے کہ سچائی دین اسلام کی آفتاب کی طرح روشن ہو جاوے

۸۵

[illegible] ثابت کرتے ہین اول وہ نشان کہ جو آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے زمانے مین [illegible] خود حضرت [illegible] کے ہاتھ سے اور آنجناب کی
[illegible] سے ظاہر ہوتے دیکھے جنکو مولف یعنی خاکسار نے تاریخی
طور پر ایک اعلی درجہ کے ثبوت سے مخصوص و ممتاز کرکے درج کتاب کیا ہے ۔
دوم وہ نشان کہ جو خود قرآن شریف کی ذات بابرکات مین دائمی اور ابدی اور
بے مثل طور پر پائے جاتے ہین جنکو راقم نے بیان شافی اور کافی سے ہر ایک
عام و خاص پر کھولدیا ہے ۔ اور کسی نوع کا عذر کسی کے لئے باقی نہین رکھا سوم
وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور متابعت رسول برحق سے کسی شخص
تابع کو بطور وراثت ملتی ہین جنکے اثبات مین اس بندہ درگاہ خدا نے
بفضل خداوند حضرت قادر مطلق یہہ بدیہی ثبوت دکھایا ہے کہ بہت سے سچے الہامات
اور خوارق اور کرامات اور اخبار غیبیہ اور اسرار لدنیہ اور کشوف صادقہ اور دعائین
قبول شدہ کہ جو خود اس خادم دین سے صادر ہوتی ہین اور جنکی صداقت پر
بہت سے مخالفین مذہب (آریہ وغیرہ) بشہادت رویت گواہ ہین کتاب موصوف
مین درج کئے ہین اور مصنف کو اسبات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے
اور روحانی طور پر اسکے کمالات [illegible] مشابہ ہین اور ایک کو دوسرے سے بشدت
مناسبت و مشابہت ہے اور اسکو خواص انبیا و رسل کے نمونے پر محض بہ برکت
متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بہتون
پر اکابر اولیا سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہین اور اسکے
قدم پر چلنا موجب نجات و [illegible] اور اسکے برخلاف چلنا موجب بعد و

کمالات

* اس فقرہ کا مطلب [illegible] صفحہ ۱۹ مین مرزا ۔

حرمان ہے" یہہ سب ثبوت کتاب براہین احمدیہ کے پڑہنے سے کہ منجملہ تین سو جزو کے قریب ۳۷ جزو کے چھپ چکی ہے۔ ظاہر ہوتے ہین اور طالب حق کے لئے خود مصنف پوری پوری تسلی و تشفی کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے۔ و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و لا فخر والسلام علی من اتبع الھدی"۔

ان تصریحات و عبارات کے علاوہ آپ کی کتاب کا کوئی ورق و صفحہ بلکہ سطر و لفظ ایسا نہین ہے جس سے نبوت محمدی اور حقانیت قرآن کا ثبوت مقصود نہ ہو۔ جن لوگون نے کتاب نہین دیکھی اور بن دیکھی آپ پر دعوی پیغمبری کا بہتان باندہا ہے وہ آپ کی کتاب کا پورا نام "البراھین الاحمدیۃ علی حقیۃ کتاب اللہ القران والنبوۃ المحمدیۃ" ہی کسی سے سنین تو انکو اپنے گمان کا بہتان ہونا ثابت ہو جائے اور بخوبی معلوم ہو کہ اس کتاب کی تصنیف سے مؤلف کا مقصود یہی ہے کہ قرآن خدا کا کلام برحق اور آنحضرت اُس کے رسولؐ ہین جس کے ساتھ دعوے نبوت کا امکان نہین رہتا۔

اسکے سوا مؤلف کا شبانروزی عمل و قول دیکہنا چاہے کہ وہ کلمہ کس نبی کا پڑہتے ہین۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہین یا لا الہ الا اللہ غلام احمد نبی اللہ نماز کس دین کے مطابق پڑہتے ہین منہ کس قبلے کی طرف کرتے ہین حلال حرام وغیرہ احکام مین کس کتاب کے پابند ہین۔ اپنے الہامات و کرامات سے کیا نتیجہ نکالتے ہین۔ اُن سے اپنی نبوت ثابت کرتے ہین یا آنحضرت کی نبوت عام لوگون کو (جن مین بڑے بڑے پادری پنڈت برہمو آریہ راجگان و سرداران غیر مذہب داخل ہین) جو بڑے

مبارزانہ وبہادرانہ تحدی سے دعوت کرتے ہین تو کس مذہب کی دعوت کرتے ہین مذہب اسلام کی یا اپنے مذہب احمدی یا میرزائی کی۔

ان تصریحات ودلائل سے کس وناکس کو بشرطیکہ اسکا دل تعصب وانسانیت سے سیاہ نہ ہوگیا ہو یقین ہوگا کہ انکو اپنی نبوت کا ہرگز ہرگز دعوی نہین انکے ہر ایک دعوی وکارروائی کا اصل اصول اثبات نبوت محمدیہ ہے وبس۔ اس صریح منطوق کے مقابلے مین بعض الہامات وکلمات کے مفہوم کا (اگر وہ ان کلمات کا مفہوم ہے اور اس سے بزعم مخالف دعوی نبوت نکلتا ہے) کیا اعتبار ہے وبنا علیہ ایک مسلمان فخر اسلام کی تکفیر کیونکر جائز ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ ان الہامات وکلمات کے صحیح معنی بہی (جو جواب اول مین بتفصیل بیان ہو چکے ہین اور ان سے مؤلف کا دعوی نبوت مفہوم نہین ہوتا وبنا علیہ اسکا اسلام باقی رہتا ہے) ہو سکتے ہین اور فقہاء متکلمین کتب فقہ وکلام مین صاف تصریح کر چکے ہین کہ جب تک کسی کلام کے معنی موافق اسلام ہو سکین اسکے قائل کی تکفیر بعض معانی کفریہ کی نظر سے جائز نہین۔ حتے کہ بعض کتابون مین یہہ بھی لکھا ہے کہ اگر ایک کلام کے ننانوے وجوہ کفر ہون اور ایک وجہ اسلام تو بہ نظر اس وجہ اسلام کے اسکے قائل کو مسلمان کہنا لازم ہے بہ نظر ان وجوہ کفر کے کافر بنانا جائز نہین۔

ونقل صاحب المضمرات عن الذخیرۃ ان فی المسئلۃ اذا کان وجوہ یوجب التکفیر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی) (احمدی شاہجہانپوری صفحہ ۱۵۸ ایضاً صفحہ ۱۳۲)

وجہ استدلال فریق دوم کا جواب دوم بھی تمام ہوا۔ اب دونون

فریق کے مشترک اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے وباللہ التوفیق۔

اعتراض اوّل کا جواب

اِس اعتراض کا ماحصل یہہ ہے کہ اِن الہامات مین بعض غلطیان ہین۔ جن سے الہام ھذی الیک بجذع النخل مین مؤلف کا بہ صیغہ تانیث خطاب اور الہام یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ مین مریم علیہا السلام کا صیغہ تذکیر سے خطاب

الجواب پہلے الہام مین غلطی کا دعوے محض افترا ہے۔ کتاب مین لفظ ھذی یا ہے سے جو صیغہ تانیث ہے کہین نہین اسمین بصفحہ ۲۲۶ لفظ ہز بحذف یا ہے اور الہام یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ مین لفظ مریم سے مولف مراد ہے جسکو ایک روحانی مناسب کے سبب مریم سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ وہ مناسبت یہہ ہے کہ جیسے حضرت مریم علیہا السلام بلا شوہر حامل ہوئی ہین۔ چنانچہ ظاہر قرآن کی دلالت ہے۔ اور انجیل مین تو اسپر صاف تصریح ہے (دیکھو اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ و ۳ جلد ۴) ایسے ہی مؤلف براہین بلا تربیت و صحبت کسی پیر فقیر ولی مرشد کے ربوبیت غیبی سے تربیت پاکر مورد الہامات غیبیہ و علوم لدنیہ ہوئے ہین۔ اِس تشبیہ کی ایک ادنی مثال نظامی کا یہہ شعر ہے جسمین اُنہون نے اپنی طبیعت کو مریم سے تشبیہ دی ہے۔

ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زن ست ٭ کہ مریم صفت بکر آبستن ست

اِس صورت مین مریم کا خطاب بہ صیغہ تذکیر محل اعتراض نہین اور اسکے لئے زوج کا اثبات بھی مستبعد نہین اور یہان تو زوج سے مولف کی اتباع و رفقاء مراد ہین (دیکھو صفحہ ۲۶۰ رسالہ ہذا)

٭ کسی کو یہ شبہ نہ گذرے کہ برعایت لفظ مریم لفظ اسکن کو مؤنث کیون نہ کیا گیا۔ اِسلئے کہ لفظ مریم مین تانیث لفظی نہین۔ تاکہ لفظ کی رعایت ہوتی۔ معنوی تانیث تھی جو اس مقام مین مولف کی مراد ہونے سے نہ رہی۔

اعتراض دوم کا جواب

اس اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ بعض الہامات انگریزی زبان مین ہوئے ہین جنکا پڑھنا بولنا کفر ہے پھر اسمین الہام و خطاب کیونکر ممکن ہے۔

الجواب۔ انگریزی کے پڑھنے بولنے کو کفر کہنا انہی لوگون کا کام ہے جنکا دل دماغ کفر کا خزانہ یا سایکو یا میشین (یعنی کل) ہے یا انہون نے کفر کا ٹھیکہ لے رکھا ہے پس وہ جسکو چاہتے ہین کافر بنا دیتے ہین۔ دین اسلام مین تو اس حکم کفر کا کہین پتہ ونشان نہین نہ کتاب وسنت مین اسپر کہین شہادت پائی جاتی ہے نہ تصانیف علماء امت مین مؤلف نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۰۹ مین خود بھی ثابت کر دیا ہے کہ زبانین (انگریزی ہون خواہ ہندی عربی ہون خواہ فارسی) سبھی خدا کی تعلیم سے ہین اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۵ مین اس مسئلے کی قران وحدیث سے کافی تحقیق ہو چکی ہے جو نظارہ ناظرین کے لائق ہے پس اگر کسی زبان کے بولنے پڑھنے پر فتوی کفر لگایا جاے تو یہ فتوی کفر خدا ے تعالے کی طرف عائد ہوتا ہے۔ یہ کفر (بقول ان جہلا مکفرین کے) خدا ہی لگانے لوگون کو خود سکھلایا ہے۔ اور اس کفر کی استعمال پر لوگون کو مضطر و مجبور کر دیا۔

بالفعل ہم اس اعتراض کے جواب مین اس سے زیادہ کچھ کہنا نہین چاہتے خصوصا معترض شہادت کتاب وسنت واقوال علماء امت سے یہ ثابت کر دین گے کہ انگریزی کا بولنا پڑھنا کفر ہے اور یہ زبان خدا کی سکھائی ہوئی نہین تو اس وقت اسکے جواب مین کچھ اور بھی کہین گے اسوقت تک تو ہم اس اعتراض کو لائق خطاب مستحق جواب نہین سمجھتے۔

ہان بجاے اس اعتراض کے اگر یہان یہہ **سوال** کیا جائے کہ باوجودیکہ

مؤلف براہین احمدیہ کی مادری زبان ہندی ہے اور مذہبی وعلمی زبان عربی اور صرف علمی واستعمالی فارسی انگریزی نہ انکی مادری زبان ہے نہ مذہبی نہ علمی نہ اس زبان سے ان کو کسی قسم کی واقفی ہے پھر انکو انگریزی مین کیون الہام ہوتے ہین اور اسکا سرو فایدہ کیا ہے تو یہہ سوال لائق خطاب ومستحق جواب ہے اور اسکا جواب یہہ ہے کہ اس زبان مین (جس سے مؤلف کی زبان - کان - دل - خیال کیسکو آشنائی نہ تھی) مؤلف کو الہام ہونے مین ایک فائدہ دسر تو یہہ ہے کہ اسمین سامعین ومخاطبین کو مؤلف کی طبیعت یا خیال کی بناوٹ کا احتمال وگمان نہو - ہندی فارسی - عربی (جو انکی مادری ومذہبی وعلمی زبانین ہین) کے الہامات مین یہہ بھی احتمال اور مترددین کو خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ یہ الہامات مؤلف نے خود صدہا بنالیے ہین یا بلا ارادہ واختیار انکی حالت خواب مین ان کو دماغ وخیال نے گھڑ لیے ہین - اس گھڑت وبناوٹ کا خیال الہامات انگریزی مین (جس سے صاحب الہام کی زبان - کان - دل وخیال کو کسی قسم کا تعلق نہین) کوئی نہین کرسکتا کیونکہ طبیعت وخیال کو اسی چیز تک رسائی ہوتی ہے جس سے اسکو کسی وجہ سے تعلق ہو - ہندی نژاد (جو عربی سے محض ناآشنا ہو) کا خیال عربی نہین بنا سکتا جیسے مچھلی اڑ نہین سکتی - اور چڑیا تیر نہین سکتی -

شاید امرتسری معترضین ومنکرین جو اہل حدیث کہلا کر حدیث کے نام کو بدنام کر رہے ہین - یہہ اعتراض کرین کہ انگریزی زبان کے الہام مین طبیعت یا خیال کی بناوٹ کا احتمال نہین تو یہہ احتمال تو ہے کہ یہہ انگریزی الہام شیطان کی طرف سے ہو جو انگریزی عربی فارسی ہندی وغیرہ سبھی زبانین جانتا ہے - اور جو اسمین غیب کی باتین اور پیشین گوئیان ہین وہ شیطان نے آسمان سے چھپ کر سُن لے ہون کذلک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم یہی بات پہلے مشرکین عرب نے آن حضرت کے الہامات عربی کی نسبت کہی تھی پس جو اسکا

جواب خدا سے تعالے نے آنحضرت کی طرف سے دیا ہے وہی ہم اس مقام مین مولف براہین کیطرف سے دے سکتے ہین

الجواب سورۃ شعرا مین اللہ تعالی نے مشرکین کی اسی بات کو جواب مین فرمایا ہے کہ اس قرآن کو شیطانون نے نہین اتارا اور نہ انکو یہ طاقت ہے وہ تو آسمانون کی خبرین سننے سے آگ کے شعلون کے ساتھ مارکے جاتے ہین ہم تمکو بتاوین شیطان کن لوگون پر اترتے ہین - وہ بڑے جھوٹے گنہگارون پر اترتے ہین اور انکو وہ جو کچھ چوری سے اخبار پہنچنے سے پہلے سن پاتے ہین پہنچاتے ہین - وہ اکثر باتون مین جھوٹے نکلتے ہین -

وما تنزلت به الشياطين وما ينبغي لهم وما يستطيعون انهم عن السمع لمعزولون هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم يلقون السمع واكثرهم كاذبون - (شعرا ع ۱۲)

اس **جواب** کا حاصل (چنانچہ بیضاوی و امام رازی نے بیان کیا ہے) یہ ہے کہ قرآن جو آنحضرت پر نازل ہوا ہے **دو وجہ** سے القاے شیطانی نہین ہو سکتا - **اول** یہہ کہ جن لوگون کے پاس شیطان اترتے ہین وہ اپنے افعال و اعمال مین شیطانون کے دوست اور بہائی ہوتے ہین بڑے گنہگار اور بڑے جھوٹے - اور یہہ باتین آنحضرت صلعم مین پائے نہین جاتین وہ تو شیطان کے دشمن ہین اور شکوفت کرنیوالے جھوٹ اور گناہ سے مجتنب اور ان سے منع کرنیوالے **دوم** وہ باتین جو شیطان لاتے ہین کثر جھوٹی نکلتی ہین اور آنحضرت کے قرآن کی ایک بات بھی جھوٹی نہین -

یہی **جواب** ہم الہامات مولف براہین کی طرف سے دے سکتے اور یون کہہ سکتے ہین کہ شیطان اپنے ان دوستون کے پاس آتے ہین اور ان کو (انگریزی خواہ عربی مین) کچھ پہنچاتے ہین جو شیطان کی مثل فاسق و بدکار اور جھوٹے و دوکاندار ہین

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اور مولف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہین اور نیز شیطانی القا اکثر جہوٹ نکلتے ہین اور الہامات مولف براہین سے (انگریزی مین ہون خواہ ہندی وعربی وغیرہ) آجتک ایک بھی جہوٹ نہین نکلا (چنانچہ اُنکے مشاہدہ کرنے والون کا بیان ہے گو ہمکو ذاتی تجربہ نہین ہوا) پہر وہ القاء شیطانی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا کسی مسلمان متبع قرآن کے نزدیک شیطان کو بھی یہہ قوت قدسی ہے کہ وہ انبیا و ملائکہ کی طرح خدا کی طرف سے مغیبات پر اطلاع پائے اور اسکی کوئی خبر غیب صدق سے خالی نہ جائے حاشا وکلا۔

شاید یہان ہمارے معترض مہربان مولف براہین احمدیہ کے ساتھ ہم کو بھی ملائین اور ہم پر بھی فتوی کفر لگائین اور یہ فرمائین کہ اس جواب مین مولف براہین کو آنحضرت سے ملایا گیا ہے اور انکے الہامات کو وحی نبوی کی مانند تصرف شیطانی سے معصوم ٹھہرایا گیا ہے۔ لیکن مین انکے فتوے کفر سے نہین ڈرتا کیونکہ مین خود اُن پر فتوی کفر لگا سکتا ہون۔ جو انکے پاس آلہ یا سانچا یا مشین تکفیر ہے وہ مین بھی کہین سے مستعار لیکر کام چلا سکتا ہون۔ ہان انکی بات کا یہہ جواب دیتا ہون کہ مولف براہین احمدیہ (جبکہ اسکی الہامات صادق ہون اور ولایت مسلم) یا اولیاء امت محمدیہ اپنے الہامات مین نبیونکی مثل معصوم نہین تو محفوظ تو ہو سکتے ہین خصوصاً ان الہامات مین جو قرآن اور دین اسلام کے موافق اور مؤید ہون۔ ان الہامات مین حفاظت کا حصہ وہ بطور ورثہ بحکم العلماء ورثۃ الانبیاء عصمت انبیا سے پاتے ہین۔ ان مین اُن مین فرق یہہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام عموماً (یعنی اپنے ہر ایک الہام مین) معصوم ہوتے ہین اور اولیا خصوصاً ان الہامات مین جو شرع نبی کے مخالف نہون) اور ان الہامات پر وہ قائم و ثابت رہے ہون محفوظ ہوتے ہین۔ انبیا کے الہامات کی عامہ خلائق کو پابندی واجب ہے